# احمد آباد کا غم

احمد آباد کو فیضی نے "رشک گلشن فردوس" قرار دے کر کہا تھا......:

منم کہ کشتہ گجراتیاں بیدادم　　خراب عشوہ خراباں احمد آبادم
چو رشک گلشن بہشت فردوس احمد آبادست　　از و مباد برونم کنند چوں آدم

فیضی کا یہ "رشک گلشن بہشت" ایک بار پھر آوارہ ہواؤں کے خزاں زدہ تیوروں اور بدلتے فلک کی بے تاب بجلیوں کی زد میں ہے، خیلِ حریفاں کی مشق ستم کا تختہ بننے والے احمد آباد کی آغوش میں بے شمار رونقوں، ان گنت یادگاروں اور اسلامی تاریخ کے جمال وزیبائی کی لاتعداد محفلوں کا خزینہ دفن ہے، احمد آباد تاریخ اسلام کی نابغۂ روزگار ہستیوں کا مرکز بھی رہا اور ان کی تہذ-یب جدوجہد کی منزل بھی! اسے سلطان احمد شاہ نے آباد کیا تھا، برصغیر کے مسلمان فرماں رواؤں میں احمد شاہ اپنے کردار، اخلاق، دلنوازی اور بلند نگاہی کی بناء پر مثالی حکمرانوں کی صف میں شامل ہیں۔

کسی زمانے میں دریائے برسامتی کے کنارے "باواں باد" نامی ایک شہر آباد تھا، گردشِ ایام نے اسے صفحہ ہستی سے مٹایا یوں کہ وہاں سے گذرنے والے کو خیال بھی نہ آتا کہ یہ ویرانہ بھی کبھی شہر رہا ہے۔ عین اسی جگہ "احمد آباد" بسانے کا فیصلہ ہوا تو طے پایا، اس شہر کا سنگ بنیاد "احمد" نام کے ایسے چار آدمی رکھیں گے جن کی فطرت کا نگینہ اپنے رب کی نافرمانیوں سے آلودہ نہ ہوا ہو اور جنھوں نے زندگی بھر فرض نماز تو کجا کبھی عصر کی سنتیں بھی نہ چھوڑی ہوں...... شبنم سے دھلی پنکھڑیوں کی طرح شفاف زندگی رکھنے والے قسمت کے دھنیوں کی یہ جنس نایاب نہ سہی، کمیاب ضرور ہے۔ مملکت گجرات میں تلاش شروع ہوئی تو اس شرط پر پورا اترنے والے تین احمد ملے، ایک قاضی احمد، دوسرے ملک احمد اور تیسرے مشہور بزرگ شیخ احمد کھتوی...... اس وصف کے حامل احمد نام کا جب کوئی چوتھا آدمی نہ ملا تو سلطنت گجرات کے فرماں روا سلطان احمد شاہ آگے بڑھے اور کہا کہ بحمد اللہ مجھ سے بھی زمانہ شعور سے لے کر اب تک عصر کی سنتیں کبھی نہیں چھوٹیں...... یہ تھے اس زمانے کے مسلمان بادشاہ...... یہ لفظوں کی فسوں کاری نہیں، تاریخ میں ثبت بزم رفتہ کی ناقابل انکار سچی حقیقتیں ہیں۔

احمد نام کے ان چار اہل اللہ نے سات ذی قعدہ آٹھ سو تیرہ ہجری کو اس شہر کی بنیاد رکھی اور آٹھ سو سولہ ہجری تین سال کے عرصہ میں اس کی تکمیل ہوئی، اس میں تین سو ساٹھ محلے اور پانچ سو عالیشان مسجدیں بنائی گئیں۔ ہر محلّہ ایک پورا قصبہ تھا۔

بانیٔ احمد آباد سلطان احمد شاہ کا دورِ حکومت تیس سال، چھ مہینے، بائیس دن رہا۔ اس طویل عرصے میں صرف دو قتل ہوئے...... پہلا قتل اس کے داماد نے جوانی کے جوش یا دامادی کے گھمنڈ میں آکر کیا، مقدمہ عدالت میں گیا، قاضی نے مقتول کے ورثہ کو قصاص کے بجائے دیت لینے پر راضی کیا، سلطان کو علم ہوا تو فرمانے لگے "اہل ثروت کی طرف سے قتل ناحق پر دیت دینے کا یہ سلسلہ اگر جاری ہو گیا تو پھر یہ رکے گا نہیں، منصب اور مال کا سہارا دیکھ کر کئی دوسرے اوباش قتل کریں گے، اس لیے قاتل کو قصاصاً قتل کیا جائے۔" چنانچہ اس کے قاتل داماد کو نہ صرف قتل کیا گیا بلکہ اس کی لاش سربازار لٹکائی گئی۔

......ایک دن احمد شاہ دریا برسامتی کے کنارے بنے محل کے بالاخانے پر بیٹھ کر فراق کی جستجو میں ساحل کی طرف آنے اور اسے ٹکرا کر واپس جانے والی موجوں کا نظر نواز منظر کا نظارہ کر رہے تھے کہ پانی میں تیرتی پیٹی دکھائی دی، خشکی میں لاکر وہ کھولی گئی تو اس میں سے ایک نعش برآمد ہوئی، رعایا کی جان و آبرو اور مال کے نگہبان سلطان بے چین ہو گئے، شہر کے کاریگروں کو بلایا، پیٹی ساز دریافت کیا، خریدار کا پتہ چلایا، تفتیش کی ڈوری قاتل تک پہنچی اور اسے اس کے انجام تک پہنچا کر دم لیا، احمد شاہ کے تینتیس سالہ دورِ حکومت میں قتل کا یہ دوسرا واقعہ تھا۔ "توزکِ جہانگیری" میں ہے، ان دو کے علاوہ اس عرصے میں کوئی تیسرا قتل نہیں ہوا......

لیکن یہ اس وقت کی بات ہے، جب کلی کلی گلستانِ ایام کی مسکراتی تھی، بادِ صبا کے دوش پر فصلِ بہار آتی تھی...... جب جدوجہد کے میدانوں میں مسلمانوں کے پرچم لہراتے تھے، جب ایک خدا کے حضور مسلم حکمرانوں کی جبینِ نیاز میں تڑپنے والے سجدوں کے نالے، حجاب چیر کر جواب لاتے تھے اور جب آبروئے مسلم رفعتوں سے گر کر دستِ عدو کے پاتال میں چور چور نہیں ہوتی تھی۔

ایک قتل پر بے کل ہونے والے سلطان احمد شاہ کے احمد آباد میں آج ابلیس کا رقص اور گھامڑ گوپالوں کا رہس جاری ہے، اللہ کی زمین پر بوجھ بنی اس قوم کے خونخوار درندوں کی طرف سے مسلمانوں میں چھرا گھونپنے، معصوم بچوں کو انی میں گوتھنے اور عفیف عورتوں کی عصمتیں نوچ لینے کے بعد انہیں کدالوں، بیلچوں اور برچھیوں میں پرو لینے کا اندوہناک ستم گذشتہ کئی ہفتوں سے عروج پر ہے...... اگرچہ آج کا مسلمان سازِ غم کا عادی ہو چکا ہے، وہ مسلمانوں کے لرزہ خیز قتل عام کے مناظر دیکھتا، سنتا اور پڑھتا ہے، لیکن اُس کی بے حسی کے تالاب میں یہ زلزلے جنبش پیدا نہیں کرتے کہ وہ دورِ گراں خوابی سے گذر رہا ہے، وہ اپنے اسلاف کی عظمتوں کا افسانہ خواں ضرور ہے...... وہ اُن کی جرأتوں کا ثناخواں ضرور ہے، لیکن اُن کے نقوشِ راہ پر چلنے کی ہمت اُس سے چھن گئی ہے...... احمد آباد کا غم، زندہ مسلمانوں کو رُلائے، نہ رُلائے...... مسلمانوں کے لیے بسائے جانے والے اس شہر بے رنگ کے تانوں سے نکلنے والے غم کے نوحے آج احمد شاہ کی روح کو ضرور تڑپاتے ہوں گے!